Rooh-e-Tahqeeq, Vol.04, No.01, Serial No. 11, January – March 2026

Analytical Review of Modern Urdu Literature on Islamic Economics

اقتصاد الاسلامی پر معاصر اردو لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Waseem
PhD Scholar, Department Islamic Studies
NCBA&E (Al Hamra University) Lahore, Sub-Campus Multan
waseemmadni72@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Hassan Mahmood
Lecturer in Islamic Studies, University of Education, Lahore (Vehari Campus)
hassan.mahmood@ue.edu.pk

Abstract:
This literature review presents an analytical examination of modern Urdu literature on Islamic economics by critically evaluating the contributions of theses, research articles, economic books, and contemporary studies. Over the past few decades, Islamic economics has emerged as an important academic discipline, and Urdu literature has played a significant role in making its concepts accessible to scholars, students, and the general public. This review investigates the intellectual development of Islamic economic thought as reflected in contemporary Urdu writings, with particular emphasis on themes such as Islamic banking, interest-free financial systems, Zakat, Waqf, wealth distribution, social justice, and sustainable economic development. The study synthesizes findings from published theses, peer-reviewed articles, and authoritative economic books to identify major theoretical perspectives, methodological approaches, and recurring research trends. Furthermore, it evaluates the strengths and limitations of existing Urdu scholarship while highlighting gaps that require further academic investigation. The review also explores the relationship between contemporary literature, Islamic literature, and contemporary economic literature, demonstrating how modern Urdu scholarship has responded to emerging economic challenges within the framework of Islamic principles. By integrating diverse scholarly sources, this study provides a comprehensive understanding of the evolution, scope, and academic significance of Islamic economics in modern Urdu literature. The findings contribute to the growing body of research by offering a structured overview of existing knowledge and proposing directions for future research, thereby strengthening the academic discourse on Islamic economics and its relevance to contemporary socio-economic issues

Keywords: *Thesis, Article, Islamic Economics, Islamic Banking, Economic, Contemporary Study*

تعارف(Introduction)

اسلامی اقتصادیات (Islamic Economics) عصرِ حاضر میں ایک علمی اور عملی شعبہ ہے، جس نے نہ صرف مغربی معاشی نظاموں کے متبادل کی حیثیت اختیار کی بلکہ ایک ایسے منصفانہ اور اخلاقی نظامِ معیشت کی بنیاد فراہم کی جو انسانی فلاح کو مرکزیت دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معیشت کو محض دولت کے حصول تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے عدل، مساوات، اور معاشرتی ذمہ داری کے اصولوں کے ساتھ مربوط کیا ہے۔ اردو زبان میں اسلامی اقتصادیات پر لٹریچر کی ایک روایت موجود ہے، جس میں مختلف ادوار کے علماء اور ماہرینِ معیشت نے اسلامی اصولوں کی روشنی میں جدید معاشی

مسائل کا جائزہ لیا ہے۔ خصوصاً معاصر دور میں اس موضوع پر تحقیقی اور تنقیدی نوعیت کے کام میں اضافہ ہوا ہے، جس میں سود کے خاتمے، اسلامی بینکاری، زکوٰۃ کے نظام، اور معاشی انصاف جیسے موضوعات کو تفصیل سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں محمد عمر چھاپرا، نجات اللہ صدیقی، اور تقی عثمانی جیسے مفکرین کی خدمات نمایاں حیثیت رکھتی ہیں، جنہوں نے اسلامی اقتصادیات کو جدید تناظر میں پیش کیا۔ معاصر اردو لٹریچر میں اسلامی اقتصادیات کے حوالے سے نہ صرف نظریاتی مباحث سامنے آئے ہیں بلکہ عملی مسائل اور ان کے حل پر بھی توجہ دی گئی ہے۔ تاہم اس لٹریچر میں تنوع کے ساتھ ساتھ بعض فکری اختلافات، طریقہ کار کی کمزوریاں، اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگی کے مسائل بھی موجود ہیں، جن کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد معاصر اردو زبان میں اسلامی اقتصادیات سے متعلق موجودہ لٹریچر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے، تاکہ اس کے بنیادی رجحانات، نمایاں موضوعات، اور فکری جہات کو واضح کیا جا سکے۔ مزید برآں، اس تحقیق میں اس بات کی نشاندہی بھی کی جائے گی کہ اس میدان میں کون سے پہلو ابھی مزید تحقیق کے متقاضی ہیں، تاکہ مستقبل میں اسلامی اقتصادیات کے علمی ذخیرے کو مزید مضبوط بنایا جا سکے۔ یہ تحقیقی لٹریچر تین حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ اقتصادیات سے متعلق تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے تو اس میں وہ تحقیقی مقالات ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایم فل یا پی ایچ ڈی سطح پر لکھے گئے ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے دوسرا حصہ تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے اس میں وہ تمام آرٹیکلز ذکر کیے جائیں گے جن کا تعلق معاشیات سے ہے یا بینکنگ سے متعلق آرٹیکلز لکھے گئے ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا تیسرا حصہ تحقیقی کتب پر مشتمل ہے اس میں اقتصاد الاسلام پر جو کتب لکھی گئی ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے

معاصر اردو لٹریچر کا تفصیلی جائزہ(Detailed Review of Contemporary Urdu Literature)

معاصر اردو لٹریچر میں اسلامی اقتصادیات ایک اہم اور ابھرتا ہوا موضوع ہے، جس پر مختلف اہلِ علم نے اپنے اپنے زاویۂ نظر سے بحث کی ہے۔ اس لٹریچر میں نہ صرف نظریاتی مباحث شامل ہیں بلکہ عملی مسائل، اسلامی بینکاری، مالیاتی اداروں کی کارکردگی، اور جدید عالمی معیشت کے تناظر میں اسلامی اصولوں کی تطبیق بھی زیرِ بحث آتی ہے۔ معاصر اردو لٹریچر کا یہ ذخیرہ فکری تنوع، اسلوبیاتی اختلاف، اور تحقیقی جہات کے اعتبار سے خاصی وسعت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ، معاصر اردو لٹریچر میں اسلوبی اور تحقیقی کمزوریاں بھی سامنے آتی ہیں۔ بعض تحریریں صرف بیانیہ نوعیت کی ہیں اور ان میں تنقیدی گہرائی کی کمی ہے، جبکہ کچھ مصنفین نے جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق بہتر کام پیش کیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اردو میں اسلامی اقتصادیات پر کام اگرچہ کافی ہے، لیکن اس میں معیار اور تحقیقاتی گہرائی کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ معاصر اردو لٹریچر اسلامی اقتصادیات کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اقتصاد الاسلامی سے متعلق تحقیقی مقالہ جات

اسلامی بینکوں میں رائج مشارکہ کی ترویج واشاعت میں درپیش مسائل کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پاکستان میں رائج اسلامی بینکوں کے تناظر میں: Ph.D. مقالہ نگار، محمد جنید خان نگران پروفیسر ڈاکٹر عبید احمد خان، کلیہ معارف اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی ۱۶ جولائی ۲۰۱۳ء۔

یہ ایک پی ایچ ڈی مقالہ ہے، اس لیے اس کے موضوع، تناظر اور اسلامی اقتصادیات (Islamic Economics) کے اردو لٹریچر میں اس کی اہمیت کا تجزیہ درج ذیل اہم نکات کے تحت کیا ہے۔ یہ مقالہ اسلامی اصولِ

تجارت میں "مشارکہ" (پرافٹ اینڈ لاس شیئرنگ یا نفع ونقصان میں شراکت داری) پر مرکوز ہے۔ مشارکہ کو اسلامی نظامِ معیشت کی روح سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ سود (ربا) کا حقیقی متبادل فراہم کرتا ہے۔[1] تحقیق کا دائرہ کار پاکستان کے بینکنگ سیکٹر تک محدود ہے۔ مقالہ نگار نے خالصتاً پاکستان میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں (جیسے میزان بینک، البرکہ، یا روایتی بینکوں کی اسلامی ونڈوز) کے عملی ماڈلز کا جائزہ لیا ہے۔ مقالے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اسلامی بینکوں نے مشارکہ کے تصور کو عام کرنے اور اسے بطورِ پروڈکٹ مارکیٹ میں لانے کے لیے کیا کوششیں کیں۔ یہ اس مقالے کا سب سے اہم پہلو ہے۔ مقالہ نگار نے صرف تعریف نہیں کی، بلکہ تنقیدی جائزہ (Critical Analysis) لیا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اسلامی بینک "مشارکہ" (جو کہ ایک مثالی اسلامی ماڈل ہے) کو وسیع پیمانے پر نافذ کرنے سے کتراتے ہیں اور اس کی جگہ "مرابحہ" (Murabaha) یا "اجارہ" (Ijarah) جیسے کم رسک والے طریقوں کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔[2] روایتی اور اسلامی بینکوں میں سب سے بڑا مسئلہ امانت داروں کے سرمائے کا تحفظ ہے۔ مشارکہ میں نقصان کا احتمال ہوتا ہے، اس لیے بینک اس ماڈل میں کسٹمر پر آسانی سے بھروسا نہیں کرتے۔ کاروباری طبقے کی طرف سے درست منافع یا نقصان کی رپورٹنگ نہ کرنا (مشرکت میں دیانت داری کا فقدان) ایک بڑا اقتصادی مسئلہ ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان (SBP) کے قوانین اور ٹیکسیشن کا نظام جو بعض اوقات مشارکہ جیسے خالص شراکت داری کے ماڈلز کے لیے زیادہ سازگار نہیں ہوتا۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری اور خاص طور پر نفع ونقصان کی شراکت پر مبنی نظام 'مشارکہ' کے عملی نفاذ کے حوالے سے اردو لٹریچر میں محمد جنید خان (۲۰۱۳ء) کی جامع تحقیق ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کراچی یونیورسٹی سے منظور شدہ اس پی ایچ ڈی مقالے میں جہاں ایک طرف مشارکہ کی ترویج کے علمی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، وہیں دوسری طرف پاکستان کے موجودہ بینکنگ ڈھانچے میں اس کے عملی نفاذ کے راستے میں حائل معاشی، قانونی اور اخلاقی مسائل کا گہرا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ اسلامی اقتصادیات کے حقیقی ثمرات تک پہنچنے کے لیے محض نظریاتی مباحث کافی نہیں، بلکہ بینکنگ سیکٹر کے عملی چیلنجز کا حل تلاش کرنا ناگزیر ہے۔

اسلامی معاشی نظام کے نفاذ میں پاکستان کے آئینی اداروں کا کردار تحقیقی تجزیاتی مطالعہ: Ph.D.، مقالہ نگار، ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس / ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، شعبہ علوم اسلامیہ عربی، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد سیشن 2019ء

یہ مقالہ اسلامی اقتصادیات (Islamic Economics) اور پاکستان کے آئینی و قانونی ڈھانچے (Constitutional Framework) کے باہمی ربط کو سمجھنے کے لیے ایک انتہائی اہم دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ اقتصاد الاسلامی کے اردو لٹریچر میں اسے بطور لٹریچر ریویو شامل کرنے کے لیے تفصیلی تجزیہ اور اہم نکات درج ذیل ہیں:

یہ تحقیق کسی ایک بینک یا نجی شعبے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا دائرہ کار میکرو لیول (Macro Level) پر ہے، جس میں ریاستِ پاکستان کے ان آئینی اداروں کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی ذمہ داری ملک میں اسلامی معاشی نظام کا نفاذ یا اس کی سفارشات تیار کرنا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر درج ذیل اداروں کے کردار کا احاطہ کیا گیا ہوگا۔

آئینی تحفظ اور معیشت مقالہ اس نکتے پر بحث کرتا ہے کہ پاکستان کا آئین (مثال کے طور پر آرٹیکل ۳۸-f) ریاست کو سود کے جلد از جلد خاتمے کا پابند کرتا ہے۔ یہ تحقیق ان آئینی شقوں کے عملی نفاذ کی تاریخ کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سود سے پاک معیشت پر مبنی درجنوں سفارشات کے باوجود، بیوروکریسی کی سطح

پر ان پر عمل درآمد کی رفتار سست کیوں رہی۔ وفاقی شرعی عدالت (FSC) کے تاریخی فیصلوں (خصوصاً سود کے خلاف فیصلوں) کا اسلامی بینکاری اور ملکی معاشی نظام پر کیا اثر پڑا، یہ اس تحقیق کا ایک لازمی اقتصادی پہلو ہے۔[۳]

امام احمد رضا خان کے معاشی نظریات اجارہ مضاربت اور عصر حاضر میں ان کی افادیت فتاوی رضویہ کی روشنی میں: ایم فل مقالہ نگار، صبا نور ، نگران، ڈاکٹر ناہید کوثر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ سکول آف عریبک و اسلامک سائنسز، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد تکمیل ۲۰۱۱ء

یہ مقالہ معاصر اسلامی اقتصادیات (Contemporary Islamic Economics) کے اردو لٹریچر میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ روایتی فقہی فتاویٰ (Classical Jurisprudence) اور جدید معاشی مسائل (Modern Economic Issues) کے درمیان ایک علمی پل کا کام کرتا ہے۔ لٹریچر ریویو میں شامل کرنے کے لیے اس کا تفصیلی تجزیہ درج ذیل نکات کے تحت کیا جا سکتا ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل کے برصغیر کے ممتاز فقیہ امام احمد رضا خان بریلوی کے فتاویٰ کا مجموعہ (فتاویٰ رضویہ) عام طور پر روایتی فقہی مسائل کے لیے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن یہ مقالہ اس کے معاشی اور تجارتی ابواب پر روشنی ڈالتا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ اردو کے متقدمین کے فقہی لٹریچر میں جدید معیشت کے بنیادی اصول پہلے سے موجود تھے۔ مقالے کا خاص فوکس "اجارہ اور مضاربت (سرمایہ کاری اور محنت کی شراکت داری) اور برابر شراکت کے معاشی ماڈلز پر ہے۔ یہ دونوں تصورات موجودہ دور کے اسلامی بینکنگ پروڈکٹس کی بنیادی اساس ہیں۔

مقالہ نگار صبا نور نے اس تحقیق میں صرف تاریخی موازنہ نہیں کیا، بلکہ عصرِ حاضر میں افادیت (Modern Relevance) کو ثابت کیا ہے۔ مثال کے طور پر، بیسویں صدی کے شروع میں جب برصغیر میں برطانوی معاشی نظام (Capitalism) جڑیں پکڑ رہا تھا، اس وقت امام احمد رضا خان نے مسلم تاجروں کو سود اور استحصال سے بچنے کے لیے اجارہ اور مضاربت کے جو عملی طریقے بتائے، وہ آج کے دور میں اسلامی بینکوں کے "اسلامک مائیکرو فنانسنگ" اور "وینچر کیپیٹل" (Venture Capital) سے کس طرح مطابقت رکھتے ہیں۔

مضاربت کے اصولوں کے ذریعے یہ بحث سامنے آتی ہے کہ اسلام میں سرمایہ دار (رب المال) اور محنت کش (مضارب) کے حقوق کا تحفظ کیسے ممکن ہے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو۔ جدید معیشت میں سروسز اور کرایہ داری (Leasing) کا حجم بہت بڑا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں اجارے کے جائز اور ناجائز طریقوں کی بحث موجودہ کارپوریٹ لیزنگ کو ریگولیٹ کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔[۴]

معاصر اسلامی اقتصادیات کے اردو لٹریچر میں روایتی فقہی ذخائر سے استفادے کی ایک اہم مثال صبا نور (۲۰۱۱ء) کی تحقیق میں نظر آتی ہے۔ دی یونیورسٹی آف فیصل آباد سے منظور شدہ اس ایم فل مقالے میں برصغیر کے روایتی فقہی متن 'فتاویٰ رضویہ' کی روشنی میں امام احمد رضا خان کے معاشی افکار کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے بالخصوص 'اجارہ' اور 'مضاربت' کے معاشی نظریات کو عصرِ حاضر کے مالیاتی تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تحقیق اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ ثابت کرتی ہے کہ برصغیر کا کلاسیکی اردو فقہی لٹریچر محض عبادات تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس میں جدید کارپوریٹ معیشت، سرمایہ کاری کے طریقوں اور نفع و نقصان کی شراکت داری کے اصولوں کی رہنمائی کے لیے گراں قدر مواد موجود ہے، جو معاصر اسلامی بینکاری کے لیے ایک مستند فکری اساس فراہم کر سکتا ہے۔

امام احمد رضا کی معاشی فکر اور عصر حاضر میں اسکی افادیت فتاوی رضویہ کا خصوصی مطالعہ: ایم فل مقالہ نگار، حافظ محمد خضر حیات، نگران ڈاکٹر محمود مردان کھوکھر، شعبہ علوم اسلامیہ بہاوالدین زکریا یونیورسٹی ملتان ۲۰۱۷ء

مقالہ اسلامی معاشیات (Islamic Economics) کے ذیل میں ایک اہم مآخذ "فتاویٰ رضویہ" پر مبنی ہے۔

اس عنوان کے تحت مقالے میں عام طور پر درج ذیل اہم نکات اور ابواب شامل ہے:

امام احمد رضا خان کی معاشی بصیرت کا تعارف ان کے دور کے برصغیر کے معاشی حالات اور ان معاشی مسائل پر ان کا موقف بیان کیا۔

فتاویٰ رضویہ میں معاشی احکام کا استنباط اور فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں بکھرے ہوئے تجارتی، مالیاتی اور معاشی فتاویٰ کو یکجا کر دیا گیا۔

زر (Money/Currency) اور کاغذی نوٹ کی حقیقت: امام احمد رضا خان کا کاغذی نوٹ (Paper Currency) کی شرعی حیثیت اور اس کے تبادلے کے اصولوں پر منفرد موقف (جیسے ان کا رسالہ "كِفْلُ الْفَقِيهِ الْفَاهِمِ فِي أَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ ")۔

کسبِ معاش اور تجارت کے اسلامی اصول، حلال تجارت، ناپ تول، ذخیرہ اندوزی (احتکار) کی ممانعت، اور بازار پر حکومتی کنٹرول کی حدود۔ بینکاری اور سود (Banking & Riba) سود کی ممانعت، بنک کے سود اور تجارتی منافع میں فرق، اور اس دور کے برطانوی نظامِ معیشت میں مسلمانوں کے لیے معاشی لائحہ عمل, موجودہ دور کے اسلامی بینکاری (Islamic Banking)، معاشی بحرانوں اور افراطِ زر (Inflation) کے مسائل کے حل کے لیے فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں رہنمائی۔[۵]

یہ مقالہ یہ ثابت کرتا ہے کہ روایتی اسلامی فقہ (Classical Fiqh) جدید معاشی مسائل کا حل پیش کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ امام احمد رضا نے انیسویں اور بیسویں صدی کے آغاز میں بدلتے ہوئے معاشی ڈھانچے (مثلاً کاغذی کرنسی کا عروج) کو فقہی اصولوں کے تحت پرکھا، جو اس مقالے کا بنیادی تجزیاتی نقطہ ہے۔ اردو زبان میں اسلامی معاشیات پر زیادہ تر لٹریچر بیسویں صدی کے وسط (جیسے سید ابوالاعلیٰ مودودی یا دیگر معاصرین) کے بعد کا ملتا ہے۔ یہ مقالہ برصغیر کے ایک ایسے دور کے لٹریچر کو سامنے لاتا ہے جو عام طور پر صرف خالص مذہبی یا عقائدی بحثوں تک محدود سمجھا جاتا تھا، یوں یہ اردو میں معاشی تاریخ نگاری کا ایک اہم ریکارڈ ہے۔ مقالے کے عنوان کا دوسرا حصہ عصرِ حاضر میں اس کی افادیت پر زور دیتا ہے۔ اس کا تجزیاتی مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مقالہ نگار نے صرف ماضی کی تاریخ بیان نہیں کی، بلکہ یہ جائزہ لیا ہے کہ فتاویٰ رضویہ کے معاشی اصولوں کو موجودہ دور کے ڈیجیٹل دور، بینکنگ سسٹمز اور بین الاقوامی تجارت پر کس طرح لاگو کیا جاسکتا ہے۔

خرید و فروخت کی جدید صورتیں اور ان کے شرعی احکام: ایم فل مقالہ نگار مفتی محمد زبیر نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر غلام محمد جعفر، شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ 2020ء

یہ مقالہ اسلامی تجارتی قوانین (فقہ المعاملات) اور جدید معاشی سرگرمیوں کے سنگم پر واقع ہے، وہ لکھتے ہیں:

آن لائن خرید و فروخت (E-Commerce) موجودہ دور میں تجارت کی ایک اہم اور تیزی سے فروغ پانے

والی صورت ہے۔ اس میں خریدار اور فروخت کنندہ ایک ہی جگہ موجود نہیں ہوتے بلکہ انٹرنیٹ، موبائل ایپلی کیشنز، ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے سامان یا خدمات کی خرید و فروخت انجام پاتی ہے۔ خریدار مطلوبہ چیز کا انتخاب کرتا ہے، اس کی قیمت ادا کرتا ہے اور فروخت کنندہ متعین طریقے کے مطابق سامان اس تک پہنچاتا ہے۔ جدید دور میں Amazon، eBay، Daraz، Alibaba اور دیگر پلیٹ فارمز نے اس طرزِ تجارت کو عالمی سطح پر عام کر دیا ہے۔

اسلامی شریعت نے تجارت کو بنیادی طور پر جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ اس میں دیانت داری، رضامندی، شفافیت اور عدل موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾[6]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾[7]

ترجمہ: "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کی ہر وہ صورت جائز ہے جس میں باہمی رضامندی، شفافیت اور شرعی اصولوں کی پابندی موجود ہو۔ چونکہ آن لائن خرید و فروخت بھی تجارت ہی کی ایک جدید شکل ہے، اس لیے اصولی طور پر یہ جائز ہے، تاہم اس کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی چیز شرعاً حلال ہو۔ شراب، خنزیر، نشہ آور اشیاء یا دیگر حرام اشیاء کی آن لائن خرید و فروخت بھی اسی طرح ناجائز ہے جیسے روایتی تجارت میں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی چیز کی مکمل وضاحت موجود ہو، مثلاً اس کا معیار، مقدار، رنگ، سائز، قیمت، برانڈ اور دیگر ضروری خصوصیات واضح ہوں تاکہ خریدار کسی دھوکے یا ابہام کا شکار نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ»[8]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے غرر (غیر یقینی اور دھوکے والے) معاملات سے منع فرمایا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ فروخت کنندہ کو سامان پر قانونی اور شرعی اختیار حاصل ہو۔ اگر کوئی شخص ایسی چیز فروخت کرے جو اس کی ملکیت یا اختیار میں نہ ہو تو یہ ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام سے فرمایا:

«لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ» ترجمہ: جو چیز تمہارے پاس (اختیار و قبضے میں) نہ ہو اسے فروخت نہ کرو۔[9]

آن لائن تجارت میں ادائیگی مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے، جیسے بینک ٹرانسفر، ڈیبٹ کارڈ، کیش آن ڈیلیوری یا موبائل بینکنگ۔ اگر ادائیگی کے طریقے میں سود یا کوئی ناجائز شرط شامل نہ ہو تو یہ جائز ہے، لیکن سودی کریڈٹ کارڈ کے ذریعے سود ادا کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ اسی طرح خریدار کو واپسی (Return Policy)، وارنٹی، ڈیلیوری چارجز اور دیگر شرائط پہلے سے معلوم ہونی چاہئیں تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع پیدا نہ ہو۔ فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ معاہدہ واضح اور ابہام سے پاک ہونا چاہیے۔

معاصر فقہاء اور اسلامی فقہی اداروں نے بھی یہ قرار دیا ہے کہ الیکٹرانک ذرائع سے ہونے والے بیع کے معاہدے شرعاً درست ہیں، بشرطیکہ ایجاب و قبول واضح ہو، فریقین کی رضامندی موجود ہو، اور تمام شرعی شرائط پوری کی جائیں۔ اس بارے میں نے اپنی متعدد قراردادوں میں الیکٹرانک تجارت کے جواز کو ان شرائط کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔

فقہاء کے مطابق آن لائن خرید و فروخت میں درج ذیل امور سے بچنا ضروری ہے: دھوکا دہی، جعلی تصاویر، غلط معلومات، مصنوعی قیمتوں میں اضافہ، نقلی برانڈز کی فروخت، سودی لین دین، حرام اشیاء کی تجارت، اور ایسی شرائط جو کسی ایک فریق کے لیے ظلم کا باعث بنیں۔ معروف معاصر فقیہ نے بھی بیان کیا ہے کہ تجارت کی جدید صورتیں اسی وقت جائز ہوں گی جب ان میں شریعت کے عمومی اصول، جیسے رضامندی، وضاحت، امانت داری، عدل اور سود و غرر سے اجتناب، پوری طرح موجود ہوں۔[۱۰]

اقتصادالاسلامی سے متعلق تحقیقی مضامین

شراکت و مضاربت اور جدید معاشی مسائل: یہ مضمون ڈاکٹر محمد اعجاز (ایسوسی ایٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ پنجاب لاہور) کا ریسرچ جنرل القلم سے ۲۰۱۴ میں مجلہ ۱۳۳ تا ۱۴۲ شائع ہوا انہوں نے تحریر کیا اس میں شراکت اور مضاربت کی تعریفات اور اس کی شرائط اور جدید مسائل تحریر کئے وہ لکھتے ہیں:

شراکت کا لغوی معنی اختلاط ہے۔ اس سے مراد ہے ایک چیز کا دوسرے سے اس طرح ملا دینا ان میں امتیاز ختم ہو جائے۔ بعد میں اس کا اطلاق ایک خاص عقد پر ہونے لگا۔ کیونکہ عقد اختلاط کا سبب ہوتا ہے۔[۱۱]

اس میں انہوں نے شراکت و مضاربت اور جدید معاشی مسائل بیان کیے۔ حنفیہ نے شراکت کی تعریف اس طرح کی ہے: اَلشَّرِكَةُ عِبَارَةٌ عَنْ عَقْدٍ مِنَ الْمُتَشَارِكِينَ فِي رَأْسِ الْمَالِ وَالرِّبْحِ[۱۲] شراکت سے مراد ایسا معاہدہ ہے جو پہلے دو شریکوں کے درمیان ہوتا ہے جو اصل زر اور منافع میں شریک ہوتے ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں:

هِيَ إِذْنٌ فِي التَّصَرُّفِ لَهُمَا مَعَ أَنْفُسِهِمَا.[۱۳] اس سے مراد اذن ہے جو شریکین میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو دونوں کے مشترکہ مال میں تصرف کے لیے اس طرح دیتا ہے اس کا اپنا حق تصرف برقرار رہتا ہے۔ مضاربہ کی تعریف یوں کی گئی ہے: هِيَ أَنْ يَدْفَعَ الْمَالِكُ إِلَى الْعَامِلِ مَالًا يَتَّجِرَ فِيهِ وَيَكُونَ الرِّبْحُ مُشْتَرَكًا بَيْنَهُمَا بِحَسْبِ مَا شَرَطَا.[۱۴]

مضاربہ یہ ہے کہ مال کا مالک کاروبار کرنے والے کو تجارت کے لیے مال دے اور منافع طے شدہ تناسب سے ان کے درمیان تقسیم ہو۔

مضاربہ کا لفظ ضَرْبٌ فِي الْأَرْضِ سے ماخوذ ہے کیونکہ مضارب اِبْتِغَاءُ فَضْلِ اللهِ کے لیے ضَرْبٌ فِي الْأَرْضِ کرتا ہے۔ مضاربہ کو قراض، مقارضہ اور معاملہ بھی کہا جاتا ہے۔

مضاربہ کی دو اقسام ہیں، مطلقہ اور مقیدہ، جب کوئی شخص مال دیتے ہوئے کوئی قید نہ لگائے تو اسے مطلقہ کہتے ہیں۔ اگر جگہ کاروبار یا افراد کے بارے کوئی پابندی عائد کر دی گئی ہو تو اسے مقیدہ کہتے ہیں۔[۱۵] شراکت و مضاربت کو انسانوں کی ضرورت ہونے کی بناء پر مشروع قرار دیا گیا۔ شریعت میں مال کو انسانی ضروریات میں شامل کیا گیا ہے۔ مال کے حصول کے ساتھ ساتھ مال میں نمو کی ضرورت بھی متحقق ہے۔ بعض افراد کے پاس مال ہوتا ہے مگر کاروباری صلاحیت نہیں ہوتی۔ بعض کے پاس صلاحیت ہوتی ہے مگر مال نہیں ہوتا۔ شراکت و مضاربت کے ذریعے مال میں نمو ہوتی ہے اور جن کے پاس مال نہیں

ہوتا اُن کو مال حاصل ہوتا ہے۔[16] انہوں نے اپنے اس آرٹیکل میں شرکت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی اور انہوں نے مضاربت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کو حنفیہ اور شوافع کے نزدیک بیان کی اور شرکت کی تمام اقسام کو انہوں نے مفصل تحریر کیا اور شرکت کی تمام شرائط کو بیان کیا اسی طرح مضاربہ کی شرائط کو ذکر کیا اور اس کی مشروعیت کی وجوہات کو بیان کیا۔

اسلامی بینکاری میں شراکت اور مداربت پر اشکالات اور ان کے ممکنہ حل (ایک تجزیاتی مطالعہ): یہ تحقیقی مضمون ناصر محمود شیر از ایم فل سکالر ڈیپارٹمنٹ اف اسلامک تھاٹ ہسٹری اینڈ کریکولم علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ریسرچ جنرل المرصوص سے مجلہ ۳ میں ۲ اپریل ۲۰۲۵ میں ۳۷ تا ۴۲ صفحہ میں شائع ہوا اس میں یہ اسلامی بینکاری میں شراکت اور مضاربت پر وارد ہونے والے اشکالات کو ذکر کرتے ہیں اور ان کے ممکنہ حل کو بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں

اسلامی بینکنگ میں جو اصول اپنائے گئے ہیں وہ خالصتاً اسلامی ہیں اور اسلامی اصولوں کے مستند ہونے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ لیکن ان کے نفاذ میں اور طریقہ کار اپنانے میں کچھ خامیاں ہو سکتی ہیں جنہیں انسانی لغزش کہا جا سکتا ہے۔ اور انسانی لغزشیں اگر قابل گرفت نہ ہوں تو قابل اصلاح ضرور ہوتی ہیں۔ اسی طرح مضاربت اور شراکت بھی اسلامی معیشت میں استعمال ہونے والی دو اصطلاحات ہیں جن کا نفاذ بینکنگ میں کیا گیا تاکہ سود سے پاک بیکاری عمل میں لائی جا سکے۔ لیکن اکثر بینکوں نے ان اصطلاحات کا استعمال ضرور کیا ہے لیکن ان کے مکمل قوانین سے آگاہی نہ ہونے یا علماء کی نگرانی کے بغیر اپنے اصول وضع کر کے اسلامی بینکاری کا نام دے کر عوام کے سامنے پیش کر دیا، جس کی وجہ سے عوام میں اس پر تحفظات پائے جاتے ہیں۔ اب مضاربت اور شراکت صرف اصطلاحات ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے مکمل قوانین فقہ کی کتب میں موجود ہیں جن سے آگاہی اور شناسائی ضروری ہے۔

موجودہ اسلامی بینکنگ کا نظام مکمل تجارتی ادارے کے طور پہ نہیں ابھر رہا، بلکہ یہ ایک مالیاتی ادارے کی طرز پہ کام کر رہا ہے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے باقاعدہ تجارتی ادارہ نامزد کیا جائے، اور بینکنگ کے مضاربہ اور مشارکہ کے قوانین میں اسلامی جھلک درست طور پہ نظر آنی چاہیئے۔ مضاربہ میں بینک کو جس نسبت سے منافع حاصل ہو اسی نسبت سے رب المال کے منافع میں کمی بیشی کرے۔

اسلامی بینک کاری میں شرکت کا تصور: یہ تحقیقی مضمون محمد ابو بکر صدیق لیکچرار انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد معارف مجلہ تحقیق جولائی دسمبر ۲۰۱۷ عیسوی ۱۷ تا ۳۴ صفحہ میں شائع ہوا اس میں یہ لکھتے ہیں اسلامی بینک کے ساتھ عقد کے وقت معاہدے میں یہ بات شامل کر لی جاتی ہے کہ اگر کلائنٹ اہلیت کے باوجود بر وقت ادائیگی نہ کر سکا تو وہ ایک مخصوص رقم خیراتی فنڈ (Charity fund) میں چندے کے طور پر ادا کرے گا۔ جو کہ در حقیقت ایک جرمانہ ہے۔ کیا شرع میں تعزیر بالمال جائز ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء اربعہ اور شوکانی کے نزدیک تعزیر بالمال ناجائز ہے۔ لیکن اسحق بن راہویہ، امام اوزاعی، احناف سے امام ابو یوسف، مالکیہ میں سے ابن فرحون متاثرین حنابلہ میں سے ابن تیمیہ اور ابن قیم تعزیر بالمال کے جواز کے قائل ہیں۔ امام سیوطی فرماتے ہیں: "مالی سزا ابتداء اسلام میں جائز تھی پھر منسوخ کر دی گئی۔"[17] علامہ القرانی المالکی کہتے ہیں کہ تعزیر بالمال کی سزا کے نسخ کا قول غلط ہے کیونکہ خلفاء راشدین کا اس پر تعامل رہا ہے۔ اسی لیے فقہا اس کے نسخ

کو درست نہیں گردانتے۔ بعض مالکی فقہا کے نزدیک التزام بالتصدق کی صورت میں صدقہ ادا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں علامہ الحطاب لکھتے ہیں: اگر مدعا علیہ مدعی پر یہ بات لازم کردے کہ اگر اُس نے اُس کا حق فلاں وقت تک ادا نہ کیا تو وہ اس کے بدلے میں اتنی رقم ادا کرے گا تو اس کے باطل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ واضح سود ہے۔ البتہ اگر یہ بات لازم کی کہ مقررہ وقت پر حق نہ دینے کی صورت میں کسی دوسرے کو اتنی رقم دے گا یا مساکین پر صدقہ کرے گا تو اس بارے میں اختلاف ہے۔ مشہور یہی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا لیکن ابن دینار کہتے ہیں وہ ادا کرے گا۔[18] مجمع الفقہ الاسلامی کے فقہا نے اس بارے میں مالکی موقف کو اپناتے ہوئے اجازت دی ہے کہ اسلامی بینک اپنے معاملات میں صارف سے اجباری صدقے کا التزام کرواسکتے ہیں۔ اسلامی بینکوں کے شرعی ایڈوائزر کہتے ہیں کہ اجباری صدقہ (تعزیر بالمال) کا یہ اقدام اسی حاجت کی بنا پر کیا جاتا ہے کیونکہ اگر اجباری صدقے کا خوف نہ ہو تو شاید اسلامی بینک کو کبھی پیسہ وصول ہی نہ ہو۔ نیز تعزیر بالمال پر امت مسلمہ کی ایک بڑی اکثریت کا تعامل بھی ہے اور معاملات میں یہ ایک عرف کی حیثیت اختیار کرنے ساتھ ساتھ ایک حاجت بھی بن چکا ہے۔ لیکن تاحال یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ کیونکہ جمہور فقہاء تعزیر بالمال کے عدم جواز کا ہی فتوی دیتے ہیں۔[19] اس مضمون میں انہوں نے اسلامی بینکاری میں شراکت اور مضاربت پر واقع ہونے والے اشکالات کو تفصیل سے ذکر کیا اور ان کا ممکنہ حل بھی بیان کیا اور فقہاء مالکی کے مطابق انہوں نے تصدق جباری کی اجازت کا بھی ذکر کیا۔

پاکستان کی اسلامی بینکاری میں رائج رننگ مشارکہ، شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں ایک تحلیلی مطالعہ: یہ مضمون محمد ابو بکر صدیق لیکچرار انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ریسرچ جرنل فکرو نظر اسلام آباد سے جلد نمبر ۵۴ شمارہ ۴ میں شائع ہوا اس میں آپ لکھتے ہیں کہ سودی بینک اپنے کلائنٹ کی کاروباری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرض کی بنیاد پر قرضے سے پہلے رقم کی ایک خاص حد (Limit) مقرر کر دیتا ہے جہاں سے وہ وقفے وقفے سے مختلف مقدار میں رقم نکلواتا رہتا ہے اور جب اس کے پاس رقم میسر ہوتی ہے تو وہ واپس جمع بھی کراتا رہتا ہے۔ یہ سلسلہ ایک مقررہ مدت (Maturity date) تک جاری رہتا ہے۔ رننگ مشارکہ ایسی تمویلی سہولت ہے جس کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ اسلامی بینک شرکت العقد کے تحت کلائنٹ کے کاروبار میں شریک بن جاتا ہے۔ سرمایہ فراہم کرنے کی صورت یہ طے کی جاتی ہے کہ اسلامی بینک سرمائے کی ایک خاص حد مقرر کر دیتا ہے جس سے کلائنٹ سودی اوور ڈرافٹ کی طرح "جب اور جتنی چاہے" کی بنیاد پر رقم نکلوا اور جمع کرا سکتا ہے۔ یہ سہولت ایک خاص مدت جیسے ایک سال کے لیے دی جاتی ہے۔[20] اسلامی بینک یہ تمویلی سہولت صرف کارپوریٹ یعنی بڑے کسٹمرز کو فراہم کرتا ہے۔ اس سہولت کے تحت کلائنٹ کو ایسی کاغذی کارروائی وں سے نہیں گزرنا پڑتا جیسی کاغذی کارروائیوں کا اُسے مرابحہ یا اجارہ وغیرہ میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رننگ مشارکہ کا تعلق شرکت عقد کی قسم شرکت عنان سے ہے۔[21]

تاہم 2002ء میں شرکت العقد کی بنیاد پر رننگ مشارکہ کا ایک انوکھا تصور پیش کیا گیا جس میں یومیہ حاصل کی بنیاد پر شراکتی سرمایہ فراہم کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ رننگ مشارکہ کے مؤیدین کی جانب سے رننگ مشارکہ پر ممکنہ اعتراضات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی اور اس کے جواز پر دلائل دیے گئے۔ لیکن رننگ مشارکہ میں بہت زیادہ فقہی اشکالات پائے جانے کی وجہ سے اہل علم نے اسے قبول نہ کیا۔[22]

سروسز (خدمات) کے مشارکہ میں نقصان کے اصول کی فقہی تحقیق ،جدید مسائل کے تناظر میں: یہ تحقیقی مضمون ڈاکٹر محمد اعجاز (پروفیسر شیخ زید اسلامک سینٹر یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور پاکستان) کے زیر نگرانی ضیاء الدین (پی ایچ ڈی سکالر اسلامک سینٹر یونیورسٹی آف پنجاب لاہور پاکستان) نے تحریر کیاجو کہ ۳۰جون ۲۰۲۳ء میں القلم جنرل سے جلد نمبر ۲۸ میں 56- 37پبلش ہوا اس میں لکھتے ہیں کہ سروسز انگریزی لفظ ہے اور اس کو اردو میں خدمات کہاجاسکتاہے یعنی کسی کو سہولت اور خدمت فراہم کرنا جیسے درزی کپڑے سینے کی سہولت دیتا ہے، ڈرائیور گاڑی چلانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اشیاء وغیرہ لے جانے کی سہولت دیتا ہے، استاد تعلیم کی سہولت اور خدمت انجام دیتا ہے اور ڈاکٹر علاج معالجے کی سہولت دیتا ہے۔مشارکہ باہم شرکت کو کہتے ہیں لیکن یہ لفظ مشارکہ آج کل شرکاء کی جانب سے مشترکہ کاروبار میں سرمایہ لگانے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں ہماری مراد بھی یہی ہے یعنی شرکاء کی جانب سے شرکت عقد میں سرمایہ فراہم کرنا۔اس اعتبار سے سروسز میں مشارکہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ شرکت اعمال کی وہ صورت جس میں شرکاء کی جانب سے کاروبار میں سرمایہ بھی شامل ہو اور سرمایہ بھی کاروبار کا بنیادی عنصر بنے، بالفاظ دیگر شرکت اموال اور شرکت اعمال کا باہم مل کر مرکب شرکت کا وجود میں آنا، سروسز میں مشارکہ کہلائے گا۔اس شرکت کو بعض فقہاء کرام نے شرکت مال و عمل سے تعبیر کیاہے، چونکہ سروسز میں مشارکہ ایک جدید نوعیت کی شرکت ہے جس کے مسائل بہت زیادہ ہیں، یہاں صرف اس شرکت کا تعارف اور اس کے اصولی مباحث میں سے صرف نقصان کے اصولوں کی تحقیق مقصود ہے۔

شرکت اعمال میں نقصان کام کی ذمہ داری کے تناسب سے اور شرکت اموال میں نقصان سرمایہ کاری کے تناسب سے شرکاء کے مابین تقسیم ہوتا ہے چنانچہ جب تک نقصان کی نوعیت اور مقدار کے بارے میں معلوم ہونا ممکن ہو تب تک تو نقصان سرمایہ اور ذمہ داری کے اعتبار سے تقسیم ہوگا اور پھر کام کی ذمہ داری اور سرمایہ کے تناسب سے شرکاء میں تقسیم ہوگا، اس لئے اس قسم کی شرکت میں سروسز میں شرکاء کی طرف سے لگائے ہوئے سرمایہ کا معلوم ہونا اور کام کی ذمہ داری کا معلوم ہونا بہر حال شرط ہے تاکہ نقصان کو ان پر تقسیم کیاجاسکے [۲۳]

اقتصادالاسلامی سے متعلق تحقیقی کتب

اسلامی بینکاری اور غرر: یہ کتاب اسلامی بینکاری اور غرر (Uncertainty) کے نام سے ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی (استاد جامعہ دارالعلوم کراچی) کیاادارہ اسلامیات، کراچی نے 2006 میں شائع کی، یہ ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی کی تصنیف ہے، جو عصری اسلامی بینکاری اور شریعہ کے اصولوں کے تناظر میں غرر کی مختلف صورتوں کا احاطہ کرتی ہے۔کتاب کا بنیادی مقصد مروجہ مالیاتی اداروں کی ایسی سرگرمیوں کی نشاندہی کرنا ہے جو شرعی لحاظ سے غرر کے دائرے میں آنے کی وجہ سے ممنوع قرار پاتی ہیں۔مصنف نے کتاب میں غرر کی کلاسیکی فقہی تعریف کو جدید درآمدی و برآمدی معیشت، انشورنس، اور بینکنگ پراڈکٹس پر منطبق کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔کتاب میں غرر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف پیش کرتے ہوئے یہ واضح کیاگیاہے کہ ہر قسم کی غیر یقینی صورتحال ممنوع نہیں ہوتی، بلکہ وہ غرر جو کسی عقد (Contract) کو فاسد کردے، اس کی حدود کیاہیں۔مصنف نے غررِ کثیر (حرام) اور غررِ یسیر (معاف کردہ) کے درمیان باریک تنقیح پیش کی ہے۔کتاب میں انشورنس (Commercial Insurance)، فیوچر ٹریڈنگ (Future Trading)، اور آپشنز (Options) جیسے جدید مالیاتی آلات (Financial Instruments) کا شرعی جائزہ لیاگیاہے اور یہ ثابت کیاگیاہے کہ ان میں کس طرح

"غررِ فاحش" (عاقبت کا مجہول ہونا) پایا جاتا ہے جو کہ جوئے (قمار) کی ایک جدید شکل بن جاتا ہے۔ یہ وہ بنیادی تشریح طلب نکتہ ہے جس کی وجہ سے ہائر پرچیز کا معاملہ غیر یقینی کیفیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے۔ اس کے متبادل کے طور پر اسلامی بینکوں میں اجارہ کی جو صورت رائج ہے اس کے اندر یہ غیر یقینی کیفیت نہیں بلکہ اس میں پہلے صرف اجارہ کیا جاتا ہے جس میں بینک موجر (Lessor) اور کلائنٹ مستاجر (Lessee) ہوتا ہے چنانچہ اجارہ کی مدت تک بینک اس گاڑی کا مالک ہوتا ہے جب اجارہ ختم ہو جاتا ہے تو بیع کے ایک الگ عقد کے ذریعے گاڑی کلائنٹ کو فروخت کی جا سکتی ہے۔[۲۴]

صمدانی کی اس کتاب میں اسلامی بینکاری اور غرر کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی گئی ہے اور غرر کی مختلف صورتیں عقد کے لحاظ سے ثمن کے لحاظ سے اور مدت کے لحاظ سے تمام تفصیلی طور پر بیان کی گئی ہیں اور ان کے متبادل اسلامی طریقے اور ذرائع بھی بیان کیے گئے ہیں

اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار: یہ کتاب مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی (استاد جامعہ دارالعلوم کراچی) نے تحریر کی اور یہ ادارہ اسلامیات کراچی اور لاہور سے دسمبر 2006 میں نشر ہوئی اور اس کتاب کے اندر انہوں نے مروجہ بینکوں کے مرابحہ کی صورتیں بیان کی اور مختلف موضوعات پر انہوں نے تفصیلی کلام کیا مرابحہ دراصل بیع (Sale) کی ایک قسم ہے جس میں فروخت کنندہ (Seller) اپنی چیز دوسرے کو بیچتے وقت یہ بتلاتا ہے کہ یہ چیز اسے کتنے میں پڑی اور وہ اس پر کتنا نفع (Profit) لے رہا ہے۔ ایک سادہ بیع (Simple Sale) اور مریکہ کے اندر فرق یہ ہے کہ سادہ بیع کے اندر سامان بیچنے والا شخص (Seller) یا سپلائر (Supplier) اپنی چیز کی ایک متعین قیمت بتلاتا ہے اس میں یہ وضاحت نہیں کرتا کہ وہ چیز اسے کتنے میں پڑی اور وہ اس پر کتنا نفع رکھ کر آگے بیچ رہا ہے (اس کو بیع المساومہ بھی کہتے ہیں) جبکہ مرابحہ کے اندر فروخت کنندہ (Seller) خریدار کو چیز کی وہ لاگت بھی بتلاتا ہے جس پر اس نے خریدی اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ وہ اس پر کتنا نفع لے کر آگے فروخت کر رہا ہے، گویا یہ لاگت + نفع (Cost+Profit) پر کسی چیز کی نبیع (Sale) ہے۔ بنیادی طور پر تو مرابحہ ایک خرید و فروخت (Sale) کا عقد ہے، کوئی طریقہ تمویل (Mode of Finance) نہیں لیکن عصر حاضر میں اسلامی بینکاری کے اندر اسے چند شرائط کے ساتھ بطور طریقہ تمویل (Mode of Finance) استعمال کیا جاتا ہے۔ ذیل میں بطور طریقہ تمویل مرابحہ کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

اسلامی بینکوں میں مرابحہ کے نام سے جو ٹرانزیکشن (Transaction) کی جاتی ہے، اس میں صرف مرابحہ نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بہت سے معاملات (Contracts) ہوتے ہیں لیکن چونکہ دوسرے معاملات (Contracts) اسی مراجعہ کی تعمیل کیلئے عمل میں آتے ہیں اسلئے اس پورے عمل کو مرابحہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً ایک شخص کو کوئی سامان خریدنے کیلئے رقم کی ضرورت ہے وہ اگر عام سودی بینک کے سامنے اپنی اس ضرورت کا اظہار کرے تو سودی بینک اسے سودی قرضہ دیگا اور متعین اقساط میں قرض مع سود وصول کریگا۔ لیکن اسلامی بینک اس کی یہ ضرورت پوری کرنے کیلئے خود ہی وہ چیز بازار سے خریدے گا یا اسے مطلوبہ چیز خریدنے کیلئے اپنا وکیل بنائیگا، بینک کے وکیل کی حیثیت سے جب یہ شخص (Client) مطلوبہ چیز خرید کر اس پر قبضہ کرلیگا تو بینک مرابحہ کے طریقہ پر وہ چیز اسے بیچ دیگا کہ یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور اس پر اتنا نفع رکھ کر میں یہ آپ کو یہ بیچ رہا ہوں، کلائنٹ قیمت کی ادائیگی یکمشت یا قسطوں میں کریگا۔[۲۵]

اس کتاب میں ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی نے اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار اور اس سے متعلقہ مسائل کے بارے میں تفصیل سے کلام کیا لیکن کسی اقتصادیات کے اداروں کے فتاوی اور آراء کو بیان نہیں کیا۔

اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ: یہ کتاب ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی (مدرس جامعہ دارالعلوم کراچی) انہوں نے تحریر کی ہے ادارہ اسلامیات کراچی لاہور نے اسے دسمبر ۲۰۰۷ میں پبلش کیا ہے اس کتاب میں انہوں نے بینکوں میں رائج اجارہ اور اس کی اقسام کو مکمل طور پر تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے اور اجارے کی جائز اور ناجائز صورتوں پر تفصیلی کلام کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ اجارہ فقہ اسلامی کی ایک اصطلاح (Term) ہے۔ اس کے لغوی معنی (To give) ہیں کوئی چیز کرائے پر دینا اور شریعت کی اصطلاح میں کسی شخص یا سامان (Equipment) کی جائز اور متعین منفعت کو متعین اجرت کے بدلے دینے کا نام اجارہ ہے۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ فقہ اسلامی میں اجارہ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں

۱. وہ اجارہ جس میں کسی شخص کی خدمات متعین اجرت پر حاصل کی جاتی ہیں، جیسے ملازم رکھنا وغیرہ۔ اسے عربی میں اجارۃ الاشخاص اور انگریزی میں کہا جاتا ہے

۲. وہ اجارہ جس میں کسی سامان کی متعین منفعت (Usufruct) متعین اجرت کے بدلے حاصل کی جاتی ہے۔ اسے عربی میں اجارۃ الاعیان جبکہ انگریزی میں لیزنگ (Leasing) کہتے ہیں۔

اجارہ کی یہ دونوں قسمیں زمانہ قدیم سے چلتی آرہی ہیں اور آج بھی یہ دونوں قسمیں متعدد صورتوں میں موجود اور رائج العمل ہیں۔ البتہ اسلامی بینکوں میں جو اجار بطور طریقہ تمویل (Mode of Finance) رائج ہے وہ اجارہ کی دوسری قسم یعنی لیزنگ ہے۔

جب تک عملی طور پر اجارہ کا معاملہ نہ ہو جائے، اُس وقت تک مستاجر کے ذمہ اجرت کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، لہذا مثلاً اگر ایک فریق دوسرے سے یہ وعدہ کرے کہ وہ پہلے فریق سے فلاں مہینے سے ایک مکان کرائے پر لے گا تو محض اس وعدے کی وجہ سے کرایہ لازم نہ ہو گا بلکہ اُس وقت ادا کرنا ضروری ہو گا جب عملاً اجارہ کا معاملہ ہو جائے اور مستأجر اُس مکان پر قبضہ کرلے۔[۲۶] اس کتاب میں صمدانی نے اجارے کے بنیادی قواعد کو مکمل تفصیل کے ساتھ ذکر کیا موجر اور اس کے احکام کو بیان کیا ہے مستاجر اور اس کے احکام کو مکمل تفصیل سے ذکر کیا اور انہوں نے اس کی تمام صورتیں مثال دے کر بیان کی اجارے پر دی گئی چیز کے بارے میں احکامات ذکر کیے اور کرایہ کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا۔

محاضراتِ معیشت و تجارت: ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب کا اصل نام "محاضراتِ معیشت و تجارت" ہے جو ان کے ۱۲ علمی خطبات کا مجموعہ یہ کتاب ۲۰۱۰ء میں الفیصل ناشران، لاہور نے نشر کی، معاصر اردو اسلامی معاشی لٹریچر کا ایک اہم ستون ہے۔ یہ معاصر اردو لٹریچر میں "اقتصاد الاسلامی" (Islamic Economics) کے موضوع پر ایک جامع، تاریخی اور تنقیدی جائزہ پیش کرتی ہے۔ کتاب ۴۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ۱۲ خطبات ہیں۔ ڈاکٹر غازی نے واضح کیا ہے کہ اسلامی معیشت کوئی جدید یا ادھورا فلسفہ نہیں، بلکہ عہدِ رسالت ﷺ سے لے کر فقہی تدوین تک اس کا ایک باقاعدہ فکری ارتقا ہوا ہے۔ انہوں نے قرآن، سنت اور ائمہ اربعہ کے معاشی اجتہادات کو بنیاد بنایا ہے۔ کتاب کا ایک بڑا حصہ جدید معاشی نظام اور بینکاری پر تنقید اور اسلامی بینکاری کے طریقہ کار پر بحث کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب روایتی فقہی انداز اور جدید معاشی اصطلاحات کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے۔ ڈاکٹر غازی کی یہ تصنیف معاصر معاشی

چیلنجز کا روایتی اسلامی قانون (فقہ المعاملات) کی روشنی میں احاطہ کرتی ہے، جس میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلے میں اسلام کے متبادل معاشی نظام کو تاریخی اور فکری تسلسل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے انہوں نے روایتی بینکوں کے سود کی حرمت پر اکیڈمک گفتگو کی ہے اور متبادل کے طور پر مضاربت، مشارکہ اور مرابحہ کو پیش کیا ہے۔ سرمایہ داری (Capitalism) اور اشتراکیت (Socialism) کے مابین معاشی جنگ پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر غازی نے اسلام کا نظریہ ملکیت پیش کیا ہے۔ اسلام فرد کو ذاتی ملکیت کا حق دیتا ہے لیکن اس پر حدود عائد کرتا ہے، جبکہ عوامی فلاح کے ذرائع کو "ملکیتِ عامہ" قرار دیتا ہے۔ ڈاکٹر غازی نے اسلامی ریاست کے روایتی ذرائعِ آمدن (زکوٰۃ، عشر، خراج، جزیہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ کیا جدید دور میں ان کے علاوہ نئے ٹیکس لگائے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے زکوٰۃ کو صرف ایک خیراتی فنڈ کے بجائے معاشی استحکام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کتاب کے آخری خطبات میں جدید تجارتی شکلوں جیسے کہ شیئرز مارکیٹ (Stock Exchange)، انشورنس (Insurance/Takaful)، کاغذی کرنسی (Fiat Currency) کی شرعی حیثیت، اور بین الاقوامی تجارت (International Trade) کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔[۲۷]

فقہائے اسلام نے قرآن کریم کی واضح ہدایات کی روشنی میں یہ لکھا ہے کہ خرید و فروخت یا تجارت کے لیے ایجاب و قبول لازمی ہے۔ دونوں فریق جو تجارت کی اہلیت رکھتے ہوں، عاقل بالغ ہوں، وہ اپنے ایجاب و قبول سے تجارت کر سکتے ہیں۔ لیکن خود ایجاب و قبول کیا ہے۔ کیا ایجاب و قبول کے لفظ کا دہرانا ضروری ہے؟ فقہائے اسلام کی غالب ترین اکثریت کا کہنا یہ ہے کہ زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ کہنا ضروری نہیں ہے۔ ہر وہ طرز عمل یا رویہ یا اشارہ یا عرف جو دونوں فریقین کی رضامندی کو بتاتا ہو وہ کافی ہے۔ چنانچہ بیع بالتعاطی جمہور فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ بیع بالتعاطی ہاتھ در ہاتھ لین دین کو کہتے ہیں۔ اس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ تاجر نے سامان رکھا ہوا ہے، آپ نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ قیمت سامنے رکھ دی اور سامان اٹھا کر لے آئے۔ اس نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا دو بھی راضی ہے آپ بھی راضی ہیں۔ اس کو بیع بالتعاطی کہتے ہیں۔ اکثر بازاروں میں خاص طور پر چھوٹی چیزوں کے بارے میں جو مثلیات سے تعلق رکھتی ہیں اس طرح کی بیع کا عام رواج ہوتا ہے جو چیزیں اس طرح کی پیچ میں رکھی جاتی ہیں ان میں سے ہر ایک کی قیمت متعین ہوتی ہے۔ بازار میں ایک انڈے کی قیمت مثلا دو روپے ہے۔ آپ نے دو روپے دوکاندار کے سامنے رکھ دیے، انڈا اٹھا کر لے آئے۔ ایک ڈبل روٹی کی قیمت مثلا پچاس روپے ہے، آپ نے پچاس روپے کا نوٹ رکھا اور ڈبل روٹی اٹھا کر گھر لے گئے۔ یہ سب تعاطی کی قسمیں ہیں۔

اس کا کو امام ابو حنیفہ، امام مالک امام احمد اور بیشتر فقہاء جائز قرار دیتے ہیں۔ اور اس پر عام طور پر دنیائے اسلام کا رواج رہا ہے۔ امام شافعی نے اس بیع کو شروع میں ناجائز سمجھا اور اس کو تراضی یعنی آپس کی رضامندی کے خلاف قرار دیا۔ امام شافعی کے بعد آنے والے شافعی فقہاء میں سے کچھ لوگ اس کو جائز سمجھتے ہیں کچھ لوگ ناجائز۔ لیکن عملی جو طریقہ شافعی دنیا میں رائج ہے وہی ہے جو جمہور فقہاء کے نقطہ نظر کے مطابق ہے۔[۲۸]

معاصر اردو لٹریچر میں اسلامی اقتصادیات کے اس نظریاتی پس منظر کو مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے، جہاں ایک طرف کلاسیکی اسلامی فکر سے استفادہ کیا گیا ہے، وہیں جدید معاشی مسائل جیسے بینکاری، مالیاتی نظام، اور عالمی معیشت کے تناظر میں ان اصولوں کی تطبیق بھی کی گئی ہے۔ تاہم اس لٹریچر میں بعض اوقات نظریاتی وضاحت اور عملی اطلاق کے

درمیان خلا بھی نظر آتا ہے، جو مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔[۲۹]

"اقتصاد الاسلامی پر معاصر اردو لٹریچر میں ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تصنیف 'محاضراتِ معیشت و تجارت' (۲۰۱۰ء) ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں روایتی اسلامی فقہ المعاملات اور جدید معاشی چیلنجز کا ایک تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ غازی نے عہدِ رسالت کے تجارتی ماڈل سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے جدید بینکاری اور سود کے متبادل کے طور پر اسلامی سرمایہ کاری کے طریقوں کو واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ، مصنف نے اشتراکیت اور سرمایہ داری کے برعکس اسلام کا متوازن نظریہ ملکیت اور اسلامی ریاست کی مالیاتی پالیسی میں زکوٰۃ و عشر کی معاشی اہمیت پر گراں قدر بحث کی ہے۔ یہ کتاب ثابت کرتی ہے کہ اسلامی معاشی اصول عصرِ حاضر کے پیچیدہ تجارتی مسائل کا حل پیش کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں، لہٰذا اقتصاد الاسلامی کے معاصر اردو لٹریچر کے جائزے میں اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اس کتاب میں تجارت و معیشت کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام: یہ کتاب حفظ الرحمن سیوہاروی نے تحریر کی جسے شیخ الہند اکیڈمی کراچی نے ۲۰۲۰ میں نشر کیا۔ اسلامی معاشیات ایک ایسا مضمون ہے جس میں معاشیات کے اصولوں اور نظریات کا اسلامی نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک اسلامی معاشرہ میں معیشت کس طرح چل سکتی ہے۔ موجودہ زمانے میں اس مضمون کے بنیادی موضوعات میں یہ بات شامل ہے کہ موجودہ معاشی قوتوں اور اداروں کو اسلامی اصولوں کے مطابق کس طرح چلایا جا سکتا ہے۔ اسلامی معیشت کے بنیادی ستونوں میں زکوٰۃ، خمس، جزیہ وغیرہ شامل ہیں۔ اسلامی مالیات اور کاروبار کے بنیادی اصول قرآن و سنت میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں علمائے امت نے اجتماعی کاوشوں سے جو حل تجویز کیے ہیں وہ سب کے لیے قابل قبول ہونے چاہئیں۔ کیونکہ قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کے بنیادی مآخذ کو مد نظر رکھتے ہوئے معاملات میں اختلافی مسائل کے حوالے سے علماء و فقہاء کی اجتماعی سوچ ہی جدید دور کے نت نئے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایک کامیاب کلید فراہم کر سکتی ہے۔ زیر نظر کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ فاضل مصنف نے اس کتاب کو ۱۴ ابواب میں تقسیم کر کے ان میں اسلام کے معاشی نظام کا مکمل خاکہ پیش کر کے اس بات کو واضح کیا ہے کہ دنیا کے تمام اقتصادی و معاشی نظاموں میں اسلام کا نظام اقتصادی ہی ایسا نظام ہے کہ جس نے سرمایہ ومحنت کا صحیح توازن قائم کر کے اعتدال کا راستہ پیدا کیا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں بڑی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ اور مصنف کی زندگی میں چوتھا اور آخری ایڈیش ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا۔ مصنف کی وفات کے بعد پاک وہند سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ احتکار سے مراد یہ ہے کہ دولت سمٹ کر کسی ایک ہی طبقہ میں محصور و محدود ہو جائے اور اکتناز کے معنی یہ ہیں کہ دولت کے عظیم الشان خزانے چند افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور ان کے پھیلاؤ اور تقسیم (Circulation & Distribution) کی کوئی راہ باقی نہ رہے، اسلام نہ اس کو منظور کرتا ہے اور نہ اس کو، اس لیے وہ ہر معاشی و اقتصادی شعبہ میں ان دونوں کے خلاف قانون سازی کے ذریعے جہاد کرتا اور دونوں ملعون راہوں کو بند کرتا ہے، احتکار کے سلسلہ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ، وَفِي رِوَايَةٍ: الْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ.[۳۰]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ذخیرہ اندوزی (مہنگائی کی نیت سے مال روکنا) کی، وہ گنہگار ہے"۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے"

فقہ میں احتکار سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ "وغیرہ کو بہت بڑی مقدار میں اس لیے خریدے کہ بازار گراں ہو جائے اور پبلک میں اس چیز کی مانگ کا مرکز " صرف وہی بن جائے اور پبلک اس کے مقررہ نرخ پر مجبور ہو جائے اور وہ من مانی گراں فروشی کرے۔ احتکار کی مثال کے لیے اس زمانے میں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے مہاجنوں (سودی کاروبار کرنے والوں) کا وہ گروہ جو کاشت کاروں کو قرض کے نام سے سود پر روپیہ دے کر ان کی کمائی کو غلہ " کی شکل میں دستبرد کرتا اور ان سے ارزاں نرخ پر خرید کر کھیتوں (غلہ کے خزانوں) میں بھر رکھتا ہے اور اس طرح ارزانی و گرانی کا کفیل بن جاتا ہے، یہ "احتکار" کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

اس گروہ کے اس عمل سے کاشتکار اور عوام الناس جس قدر پریشان ہوتے اور بعض موسموں میں اقتصادی بدحالی کے شکار بنتے ہیں اس کا اندازہ ہندوستان کے باشندوں کے سامنے شاہد عدل ہیں۔ سودی لین دین کے بعد اگر کوئی معاملہ عام بدحالی کا باعث ہے تو وہ یہی تجارتی کاروبار ہے جو اجناس واشیاء کے احتکار کی شکل میں سامنے آتا ہے۔[۳۱]

سرمایہ کاری کے شرعی احکام: یہ کتاب سرمایہ کاری کے شرعی احکام مفتی سید صابر حسین (استاد دارالعلوم امجدیہ کراچی) نے تحریر کی اور المنیب شریعہ اکیڈمی پاکستان نے ستمبر ۲۰۱۰ء میں شائع کی اس کتاب میں انہوں نے بیع و شرا کی تمام اقسام کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور اسلامی بینکنگ کی پروڈکٹس کو تفصیل سے بیان کیا وہ لکھتے ہیں۔ بیع عینہ بیع کی ایسی صورت ہے، جسے سود سے بچنے کا ایک حیلہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو رقم کی ضرورت ہے، وہ اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے، وہ شخص اسے قرض حسن نہیں دینا چاہتا بلکہ کچھ منافع کا متمنی ہوتا ہے، لہٰذا وہ ایک تدبیر یہ کرتے ہیں کہ پہلے وہ شخص اس ضرورت مند شخص پر اپنی کوئی چیز ادھار لیکن زائد قیمت پر فروخت کرتا ہے اور بعد میں اسی چیز کو کم قیمت پر اس ضرورت مند سے نقد خرید لیتا ہے۔ اس طریقے سے ضرورت مند کو دفع الوقتی کے لئے مطلوبہ رقم مل جاتی ہے اور دوسرا فریق بلا معاوضہ منافع حاصل کر لیتا ہے کیونکہ اس کی اصل چیز تو واپس مل گئی ہے اسے کہتے ہیں ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسے سود سے بچنے کا حیلہ قرار دیگر جائز کہا ہے۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر اچھی نیت ہو، تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیچ کرنے والا ثواب کا مستحق ہو گا کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ ناجائز اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ بیع عینہ کرنے والا صرف نفع کے حصول کے لئے قرض دینے اور حسن سلوک سے بچتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں بیع عینہ کے جواز و عدم جواز پر علماء کرام کے درمیان اگرچہ اختلاف ہے تاہم یہاں کے اسلامی بنک کے چند مالیاتی معاملات میں بیع عینہ کو کچھ شرائط کے ساتھ استعمال کیا جا رہا ہے۔ خاص طور پر Sale and Lease Back میں اس کا استعمال عام ہے۔ ملائشیا اور فقہ شافعی پر عمل کرنے والے چند دوسرے ممالک کے اسلامی بینکوں میں بیع کی بنیاد پر کئی پروڈکٹس متعارف کرائی گئی ہیں اور وہاں پر اس کی بنیاد پر کریڈٹ کارڈ بھی جاری کیا جا رہا ہے۔

تورّق سے مراد کسی ضرورت مند کو کوئی چیز اُدھار پر اس طرح بیچنا کہ خریدار اس چیز کو کسی تیسرے شخص سے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلے۔ اس طریقے کے تحت عام طور پر مبیع یعنی بکی جانے والی چیز کی قیمت اس جیسی چیز کی بازاری قیمت سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے فروخت کنندہ کو منافع کی صورت میں کچھ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اور خریدار کی وقتی ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور اس طرح دونوں سود میں ملوث ہونے سے بھی بچ جاتے ہیں

تورّق اور بیع عینہ میں فرق یہ ہے کہ بیع عینہ میں پہلے مبیع خریدار سے زیادہ قیمت میں اُدھار پر فروخت کر دی جاتی ہے اور پھر بعد میں فروخت کنندہ دوبارہ وہی چیز خریدار سے کم قیمت پر نقد خرید لیتا ہے یعنی مبیع دوبارہ اس کے اصل مالک سے ہی فروخت کی جاتی ہے۔ جبکہ بیع تورّق میں مبیع اصل مالک کی بجائے کسی تیسرے شخص سے فروخت کی جاتی ہے عام طور پر یہ سوال آتا ہے کہ بیع تورّق کا استعمال اسلامی بنکوں میں ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی بنک اپنے سرمایہ کی ضرورت کو پورا کرنے یا زائد سرمائے کو دوسرے بنکوں کو دینے کے لئے بیع تورّق کو استعمال کرتا ہے، جسے بنکوں میں کہتے ہیں۔Commodity Murabaha Transaction یہ بھی واضح رہے کہ بیع تورّق کے اس طریقہ کار پر معاصر علماء کرام کے بہت سارے تحفظات ہیں اور اکثر اسے ختم کر دینے یا کڑی شرائط کے ساتھ کرنے کی رائے دیتے ہیں۔[۳۲] یہ کتاب سرمایہ کاری کے شرعی احکام مفتی سید صابر حسین استاد دارالعلوم امجدیہ نے تحریر کی اس کے اندر انہوں نے سرمایہ کاری کے تمام اصول بیع وشرا کی تمام صورتیں اور ان کی شرائط اور اس کے صحیح اور فاسد کے احکام ذکر کیے۔

معاصر اردو لٹریچر میں اسلامی اقتصادیات پر ہونے والا کام ایک مضبوط فکری روایت کی عکاسی کرتا ہے، جس میں مختلف اہلِ علم نے اسلامی معیشت کے اصولوں، مقاصد، اور عملی جہات کو بیان کیا ہے۔ تاہم اس لٹریچر کے تجزیاتی جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میدان میں ابھی بھی متعدد ایسے پہلو موجود ہیں جو مزید تحقیق کے متقاضی ہیں۔ جیسے کہ ڈیجیٹل مارکیٹنگ اور آن لائن ورک کی مختلف صورتیں اور اس کے علاوہ ڈیجیٹل ایپس جن کے بارے میں جواز اور عدم جواز کے بارے علماء کے مختلف اقوال ہیں جیسے کہ کرپٹو کرنسی وغیرہ یہی پہلو ریسرچ گیپ ہے

معاصر اردو لٹریچر میں اسلامی اقتصادیات پر زیادہ تر کام نظریاتی نوعیت کا ہے، معاصر اردو لٹریچر میں تحقیقی منہج (research methodology) کے حوالے سے بھی خلا موجود ہے۔ بہت سی تحریریں بیانیہ نوعیت کی ہیں اور ان میں جدید تحقیقی اصولوں، جیسے ڈیٹا اینالیسس، کیس اسٹڈی، اور تجرباتی تحقیق (empirical research) کا فقدان ہے۔ اردو لٹریچر میں بین الاقوامی سطح پر ہونے والی اسلامی اقتصادیات کی تحقیق کے ساتھ ربط (integration) بھی محدود ہے، جس کی وجہ سے اردو میں ہونے والی تحقیق عالمی علمی دھارے سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں ہو پاتی۔ ان ریسرچ گیپس کی نشاندہی کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی اقتصادیات پر معاصر اردو لٹریچر ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے، لیکن اس میدان میں مزید معیاری، جدید، اور عملی نوعیت کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ زیر نظر تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معاصر اردو لٹریچر نے اسلامی اقتصادیات کے بنیادی تصورات، اصولوں، اور موضوعات کو مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ تاہم اس لٹریچر کو مزید مؤثر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں جدید معاشی چیلنجز کو شامل کیا جائے، تحقیقی معیار کو بہتر بنایا جائے، اور عملی سطح پر قابلِ نفاذ ماڈلز تیار کیے جائیں۔ اس طرح اسلامی اقتصادیات نہ صرف ایک نظریاتی علم کے طور پر بلکہ ایک عملی اور مؤثر معاشی نظام کے طور پر بھی اپنی افادیت ثابت کر سکتی ہے۔

سفارشات

- اقتصادیات پر اسلامی لٹریچر کی فراہمی وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اس کے لیے وہ تمام مسائل جن کا تعلق معاشیات سے ہے ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے
- ان پر متفقہ رائے کا قائم کی جائے۔ اور اس میں اکثریت کا قول ذکر کیا جائے تاکہ عمل کیا جاسکے اس کے مطابق مسائل کو بیان کرنا سمجھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ معاشرے میں اقتصادی پہلوؤں کے حقائق پر توجہ دی جائے
- شریعت کے درست احکام کے مطابق لین دین کے معاملات کو کیا جائے اور ناجائز معاملات سے بچا جائے
- اسلامک بینکنگ کو مکمل طور پر اسلامی نفاذ کے لیے ااسلامی اقتصادیات کے تمام پہلوؤں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ناجائز عقود اور ناجائز معاملات سے مسلمانوں کو بچایا جاسکے اور وہ شریعت و سنت کے مطابق لین دین کے معاملات کر سکیں
- تحقیقات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقتصاد الاسلامی کی اداروں کی آراء اور فتاوی کو بھی ضرور ذکر کرنا چاہیے تاکہ ان کے بارے میں آگاہی حاصل ہو سکے
- جامعات میں اقتصادی مضامین کے کورسز کروائے جائیں تاکہ اقتصادیات کے حوالے سے آگاہی حاصل ہو۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) خان، محمد جنید۔ "اسلامی بینکوں میں رائج مشارکہ کی ترویج واشاعت میں درپیش مسائل کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پاکستان میں رائج اسلامی بینکوں کے تناظر میں۔" پی ایچ ڈی مقالہ، کلیہ معارفِ اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، ۲۰۱۳ء۔

(۲) خان، محمد جنید۔ "اسلامی بینکوں میں رائج مشارکہ، ۸۷۔

(۳) ہمایوں عباس شمس اور حافظ محمد سجاد، "اسلامی معاشی نظام کے نفاذ میں پاکستان کے آئینی اداروں کا کردار تحقیقی تجزیاتی مطالعہ" (پی ایچ ڈی مقالہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، ۲۰۱۹ء)، ۴۵۔

(۴) صبا نور، "امام احمد رضا خان کے معاشی نظریات اجارہ مضاربت اور عصر حاضر میں ان کی افادیت فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں" (ایم فل مقالہ، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، ۲۰۱۱ء)، ۹۶۔

(۵) حافظ محمد خضر حیات، "امام احمد رضا کی معاشی فکر اور عصر حاضر میں اس کی افادیت: فتاویٰ رضویہ کا خصوصی مطالعہ" (ایم فل مقالہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ۲۰۱۷ء)۔

(۶) البقرۃ: ۲۷۵۔

(۷) النساء: ۲۹۔

(۸) البخاری محمد بن اسماعیل، حدیث ۱۵۱۳۔

(۹) بخاری، حدیث: ۳۵۰۳۔

(۱۰) محمد زبیر مفتی، ایم فل مقالہ، خرید و فروخت کی جدید صورتیں اور ان کے شرعی احکام ۲۰۲۰ء، ۱۵۔

(۱۱) کمال الدین، عبد الواحد ابن ہمام، شرح فتح القدیر، مطبع امیریہ مصر، ۱۸۹۹ء، ۵:۳۔

(۱۲) زیلعی، عثمان بن علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸ء، ۵۲۶۔

(۱۳) شرح کنز الدقائق، بیروت، ۵۶۷۔

(۱۴) ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۲ء، ۱۲۰۔

(۱۵) الخطيب الشربيني، محمد بن أحمد. مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج. بيروت: دار المعرفة، ۱۹۹۷ء

(۱۶) بدائع الصنائع، جلد ۶، ۷۸۔

(۱۷) الاشقر محمد سلیمان، بحوث فقھیہ في قضايا اقتصادیہ معاصرہ (دار النفاس للنشر والتوزيع، ۱۹۹۸ء) ۳۳۴۔۳۳۸۔

(۱۸) الحطاب، ابو عبد الله المالکي، تحرير الكلام في مسائل الالتزام، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۶۳۔

(۱۹) محمد ابو بکر صدیق لیکچرار انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اکنامکس انٹر نیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد معارف مجلہ تحقیق جولائی دسمبر ۲۰۱۷ عیسوی ۱۷ تا ۳۴۔

(20) Muhammad Ayub, Running Musharakah' by Islamic Banks in Pakistan: Running from Musharakah or Moving back to Square One, JIBM, 6(1), 2016, Editorial

(۲۱) عمران اشرف، عثمانی، شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، (کراچی: ادارۃ المعارف، ۲۰۰۵ء)، ۳۹۰۔

(22) M. Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance (Karachi, 2000), 68-74

(۲۳) ڈاکٹر محمد اعجاز، پروفیسر شیخ زاید اسلامک سینٹر یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور پاکستان ریسرچ جنرل القلم جلد نمبر ۲۸ پبلش، ۲۰۲۳ء، ۳۷۔۵۶۔

(۲۴) صمدانی، اعجاز احمد، ڈاکٹر، مولانا۔ اسلامی بینکاری اور غرر (Uncertainty)۔ کراچی: ادارہ اسلامیات ۲۰۰۶ء، ۳۷۔

(۲۵) صمدانی اعجاز احمد، مولانا، ڈاکٹر، اسلامی بینکوں میں رائج مرابحہ کا طریقہ کار، ادارہ اسلامیات کراچی، ۲۰۰۶ء، ۲۱۔

(۲۶) صمدانی اعجاز احمد، مولانا، ڈاکٹر، اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، ادارہ اسلامیات کراچی، ۲۰۰۷ء، ۲۶۔

(۲۷) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ معیشت و تجارت، لاہور: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، ۲۰۱۰ء، ۵۶۔

(۲۸) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات معیشت و تجارت، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، اپریل ۲۰۱۰ء، ۲۴۵۔

(۲۹) عثمانی، محمد تقی، اسلامی مالیات کا ایک تعارف۔ کراچی: ادارۃ المعارف، ۱۹۹۸ء، ۵۶۔

(۳۰) مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، حديث ۱۶۰۵۔

(۳۱) سیوہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، ناشر شیخ الہند اکیڈمی کراچی ۲۰۲۰ء، ۴۸۱۔

(۳۲) صابر حسین، سید، مفتی، سرمایہ کاری کے احکام، ناشر المنیب شریعہ اکیڈمی کراچی ۲۰۱۰ء، ۲۲۵۔

References

1. Al-Qur’an. Al-Baqarah: 275.
2. Al-Qur’an. Al-Nisa: 92.
3. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail. Sahih al-Bukhari. Hadith 1513.
4. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail. Sahih al-Bukhari. Hadith 3503.
5. Al-Qushayri, Muslim bin al-Hajjaj. Sahih Muslim. Kitab al-Buyu‘, Bab Tahreem al-Ihtikar fil-Aqwat, Hadith 1605.
6. Hayat, Hafiz Muhammad Khizar. "Imam Ahmad Raza ki Ma‘ashi Fikr aur ‘Asr-e-Hazir mein is ki Afadiyat: Fatawa Razawiyyah ka Khusoosi Mutala‘ah." M.Phil diss., Bahauddin Zakariya University, 2017.
7. Khan, Muhammad Junaid. "Islami Bankon mein Raij Musharakah ki Tarweej-o-Isha‘at mein Darpesh Masail ka Tahqiqi-o-Tanqidi Jaiza Pakistan mein Raij Islami Bankon ke Tanazir mein." PhD diss., Faculty of Islamic Studies, University of Karachi, 2013.
8. Khan, Muhammad Junaid. "Islami Bankon mein Raij Musharakah." PhD diss., University of Karachi, 2013, 87.

9. Noor, Saba. "Imam Ahmad Raza Khan ke Ma‘ashi Nazariyat: Ijarah, Mudarabah aur ‘Asr-e-Hazir mein in ki Afadiyat Fatawa Razawiyyah ki Roshni mein." M.Phil diss., The University of Faisalabad, 2011, 96.
10. Shams, Humayun Abbas, and Hafiz Muhammad Sajjad. "Islami Ma‘ashi Nizam ke Nifaz mein Pakistan ke A’ini Idaron ka Kirdar: Tahqiqi Tajziyati Mutala‘ah." PhD diss., GC University Faisalabad, 2019, 45.
11. Zubair, Muhammad (Mufti). "Khareed-o-Farokht ki Jadeed Sooraten aur un ke Shar‘i Ahkam." M.Phil diss., 2020, 15.
12. Al-Kasani, ‘Ala al-Din. Badai‘ al-Sanai‘ fi Tarteeb al-Sharai‘. Vol. 6. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 78.
13. Al-Khatib al-Shirbini, Muhammad bin Ahmad. Mughni al-Muhtaj ila Ma‘rifat Ma‘ani Alfaz al-Minhaj. Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1997.
14. Al-Zayla‘i, ‘Uthman bin ‘Ali. Tabyeen al-Haqa'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1998, 566.
15. Al-Zayla‘i, ‘Uthman bin ‘Ali. Tabyeen al-Haqa'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1998, 567.
16. Hattab, Abu ‘Abdullah al-Maliki. Tahrir al-Kalam fi Masail al-Iltizam. Lebanon: Dar al-Gharb al-Islami, 163.
17. Ibn ‘Abideen, Muhammad Ameen bin ‘Umar. Radd al-Muhtar ‘ala al-Durr al-Mukhtar. Beirut: Dar al-Fikr, 1992, 120.
18. Kamal al-Din, ‘Abd al-Wahid Ibn al-Humam. Sharh Fath al-Qadir. Egypt: Matba‘ah Amiriyyah, 1899, 3:5.
19. Al-Ashqar, Muhammad Suleiman. Buhooth Fiqhiyyah fi Qadaya Iqtisadiyyah Mu‘asirah. Jordan: Dar al-Nafais lil-Nashr wal-Tawzi‘, 1998, 1334-1338.
20. Ayub, Muhammad. "Running Musharakah by Islamic Banks in Pakistan: Running from Musharakah or Moving back to Square One." Journal of Islamic Business and Management (JIBM) 6, no. 1 (2016): Editorial.
21. Eijaz, Muhammad (Dr.). "Research Article on Islamic Banking." Al-Qalam Journal, University of the Punjab, Lahore 28, (2023): 37-56.
22. Ghazi, Mahmood Ahmad (Dr.). Muhadarat-e-Ma‘ishat-o-Tijarat. Lahore: Al-Faisal Nashran-o-Tajiran-e-Kutub, April 2010, 56.
23. Ghazi, Mahmood Ahmad (Dr.). Muhadarat-e-Ma‘ishat-o-Tijarat. Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore: Al-Faisal Nashran-o-Tajiran-e-Kutub, April 2010, 245.
24. Hussain, Sayyid Sabir (Mufti). Sarmaya Kari ke Ahkam. Karachi: Al-Muneeb Shariah Academy, 2010, 225.
25. Siddiqui, Muhammad Abu Bakar. "Research Article on Islamic Economics." Ma‘arif Research Journal (July-December 2017): 17-34.
26. Seohorwi, Hifz-ur-Rahman. Islam ka Iqtisadi Nizam. Karachi: Shaikhul Hind Academy, 2020, 481.

27. Samadani, Aijaz Ahmad (Dr. Maulana). Islami Bankari aur Gharar (Uncertainty). Karachi: Idarat al-Islamiat, 2006, 37.
28. Samadani, Aijaz Ahmad (Dr. Maulana). Islami Bankon mein Raij Murabahah ka Tariqah-e-Kar. Karachi: Idarat al-Islamiat, 2006, 21.
29. Samadani, Aijaz Ahmad (Dr. Maulana). Islami Bankon mein Raij Ijarah. Karachi: Idarat al-Islamiat, 2007, 26.
30. Usmani, M. Taqi. An Introduction to Islamic Finance. Karachi: Idaratul Ma'arif, 2000, 68-74.
31. Usmani, Muhammad Taqi. Islami Maliyat ka Ek Ta‘aruf. Karachi: Idarat al-Ma‘arif, 1998, 56.
32. Usmani, ‘Imran Ashraf. Shirkat-o-Mudarabat ‘Asr-e-Hazir mein. Karachi: Idarat al-Ma‘arif, 2005, 390.

❖❖❖